سیّد علی محسن

تحریکِ "اصلاح مذہب" اور "جوابی اصلاح"

[یورپ میں اصلاح مذہب کی تحریکوں پر ستمبر اور اکتوبر ۱۹۹۷ء کی اشاعتوں میں لکھا جاچکا ہے، زیرِ نظر مقالہ اُسی تسلسل میں پڑھا جائے۔ مدیر]

رومن کلیسا میں اصلاح کی ضرورت

اس بات سے پاپائیت اور رومن کلیسا کے انتہائی پُرجوش ہوا خواہوں کو بھی انکار نہیں تھا کہ ان کا کلیسا برائیوں، بد اعمالیوں اور بد عنوانیوں کا پربت بن گیا ہے اور اس کی فوری اصلاح کی ضرورت ہے۔ چنانچہ پوپ ایڈرین ششم نے ان برائیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا کہ ان سے چشم پوشی کرنا یا ان سے اغماض برتنا کلیسا کی بدترین بدمذہبی ہوگی۔ یہ وہ خرابیاں ہیں جو "چھپائے نہیں چھپ سکتیں اور عامتہ الناس کی آنکھوں میں اب زیادہ عرصہ تک دھول نہیں جھونکی جا سکتی۔" یاد رکھنا چاہیے کہ یہ الفاظ اس شخص کے قلم سے نکلے ہیں جو خود کلیسائے رومہ کا حاکم علی الاطلاق تھا۔ ۱۵۳۸ء میں پوپ پال سوم کو اسی نوع کی ایک مفصل دستاویز پیش کی گئی جس میں کلیسا کی بدعنوانیوں کو نہایت شرح و بسط سے پیش کیا گیا تھا، اور لطف یہ ہے کہ یہ برائیاں سب سے زیادہ اس مقام پر پائی جاتی تھیں جس کو سب سے زیادہ پاک و منزّہ ہونا چاہیے تھا۔ پاپائیت کا دارالسلطنت روم اور پاپا کی محل سرا "و ٹی کن" اور پاپائی دربار سرتاسر آلودگی میں ڈوبے ہوئے تھے۔

پاپاؤں کا کردار

پاپا صدیوں سے کلیسا میں آمر مطلق کی حیثیت رکھتا تھا۔ کسی کی مجال نہیں تھی کہ پاپاؤں کی مرضی کے خلاف اصلاح کا نام بھی زبان پر لائے۔ صدیوں کے لامحدود اقتدار نے پاپاؤں کو بے حس بنا دیا تھا، اور وہ ہر ایسی تجویز سے بدکتے تھے جس میں اصلاح کے تصور کا شائبہ بھی پایا جاتا تھا۔ انہیں ڈر تھا کہ اصلاح کے نام پر اُن کے اختیارات کی قطع و برید نہ کر دی جائے۔ وہ کلیسائی کونسلوں (Ecclesiastical Councils) کے انعقاد کو بھی ناپسندیدہ نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ پندرھویں

صدی میں اس باب میں ان کو جو تجربہ ہوا تھا، اُس بے کیفی کا اثر ابھی تک زائل نہ ہو سکا تھا۔ وہ صرف ایسی کونسلیں چاہتے تھے جو اُن کی حکم بردار ہوں، ایسی نہیں جو کسی طرح ان کے اختیارات پر ضرب لگانے کی خواہشمند ہوں۔ نشاۃ ثانیہ کے عہد میں یکے بعد دیگرے جو اشخاص کلیسائی تخت پر متمکن ہو سکے، ان کو مذہب سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔ وہ پکے دنیادار تھے، یورپی سیاسیات میں وہ مثل بادشاہوں کے حصہ لیتے تھے، ان کی شاطرانہ ڈپلومیسی نے منجملہ اور اسباب کے اطالیہ کو ایک عرصہ دراز تک مرکز جدال و قتال بنائے رکھا۔ ان کی پُرشکوہ اور عیش پسند زندگی کے سامنے سلاطینِ وقت کی عیش پسندیاں ماند پڑ جاتیں اور شرمسار رہتیں۔ آسائشوں اور راحت پسندیوں کی تلاش میں وہ بے دریغ روپیہ صرف کرتے تھے۔ فنون لطیفہ کے وہ زبردست سرپرست تھے، ان کے دربار سے اس عہد کے بڑے بڑے فنکار اور آرٹسٹ وابستہ تھے۔ تعمیر کاری، نقاشی، رنگ کاری، بت سازی اور مصوری کو اُن کی سرپرستی کی وجہ سے اس عہد میں ایسا فروغ حاصل ہوا جس کی کسی اور زمانے میں نظیر نہیں ملتی۔ ان پاپاؤں کے نجی اخلاق و کردار ایک بھیانک گندگی کی تصویر پیش کرتے ہیں، مگر قدیم کلاسیکی علوم و فنون کے احیاء میں اُنھوں نے عظیم الشان خدمت انجام دی۔ مانا کہ یہ بھی ان کی عیش پسندی اور ذوقِ حسن کا ہی ایک کرشمہ تھا، مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کے اس ذوق نے دنیا کو آرٹ اور حسن کے لازوال خزانوں سے معمور کر دیا۔ ظاہر ہے کہ ایسے عیش پسند اور دنیا دار پاپاؤں کو مذہب سے کیا واسطہ؟ اُن کے نجی کردار کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ وہ ناجائز خاندانی زندگی بسر کرتے تھے اور اپنی ناجائز اولاد کو اپنے اثر سے بڑے بڑے مناصب اور خدمات پر فائز کرنے میں مطلق کوئی شرم محسوس نہیں کرتے تھے۔ اپنی ناجائز بیٹیوں کے لیے ایسے بر ڈھونڈتے تھے جو یا تو موروثی امارت کے حامل ہوں یا پھر دولت اور ثروت میں اپنا ایک خاص مقام رکھتے ہوں۔ سیاسی اغراض کے لیے ان کی پیہم سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے کون واقف نہیں تھا۔ ان میں سے بعضوں نے اپنے دشمنوں کو راستہ سے ہٹانے کے لیے "زہر خورانی" کے ہتھیار کے استعمال میں بھی کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی۔ بدنام زمانہ پوپ الگزنڈر ششم کا دربار اس قسم کی گھناؤنی کارروائیوں کے لیے یورپ بھر میں مشہور تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ اپنے عہد کی تہذیب و ثقافت کا بہترین نمونہ تھا، مگر اس کے باوجود سیاسی اغراض کے لیے اپنے مخالفین کے قتل کرانے میں اسے کوئی باک نہیں تھا۔

تحریکِ اصلاح کا اثر رومن کلیسا پر

یورپ میں تحریکِ اصلاح کا جب چرچا شروع ہوا تو اس کے ابتدائی مراحل میں پاپائیت نے اسے درخور اعتناء نہیں سمجھا۔ پچھلی صدیوں میں ایسے بہت سے طوفان اُٹھے تھے، مگر کلیسائے رومہ کا بال تک بیکا نہیں ہوا تھا۔ لوتھر کی تحریک کو بھی ابتداءً پاپاؤں نے اسی حقارت کی نظر سے دیکھا، مگر ان

کے دیکھتے دیکھتے پروٹسٹنٹ تحریک جب یکے بعد دیگرے کئی اقالیم مسخر کرتی ہوئی آگے بڑھنے لگی تو ان کی آنکھیں کُھل گئیں۔ اُنھوں نے حیرت اور دہشت سے دیکھا کہ جرمنی، ہالینڈ، ڈنمارک، سویڈن اور ناروے تو اس ارتداد کی نہر میں ڈوب کر ہی رہ گئے۔ انگلستان نے پاپائیت سے اپنا رشتہ منقطع کر لیا۔ فرانس متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور اطالیہ کی سرزمین بھی جس کو کلیسائے روما کا گڑھ ہونا چاہیے تھا، آہستہ آہستہ ان "طاغوتی طاقتوں" کے آگے سپر ڈالتی نظر آتی تھی۔ ان حالات میں پاپائیت قدرتی طور پر اپنی بقا کے لیے سرگرم عمل ہونے پر مجبور ہو گئی۔ یہیں سے دانستہ یا اتفاقی طور پر ایسے پاپا منتخب ہونے لگے جن کو اپنے اس مذہب کا درد تھا اور جو اس کے بچاؤ کے لیے سب کچھ کرنے کو تیار تھے۔ کلیسا کے جسد کو اندرونی کثافتوں سے پاک کرنے کے وہ قائل تھے۔ کلیسائے روما جاگ اٹھا تھا۔ اپنی اصلاح کا اُسے احساس پیدا ہو چکا تھا۔ پاپاؤں کے اخلاق اور کردار میں بھی بین فرق نظر آنے لگا۔ چنانچہ پال سوم نے اصلاح کے مطالبہ کو قبول کیا (۱۵۳۴ء)۔ اس غرض کے لیے ایک "کونسل" طلب کی اور جیسوئٹس (Jesuits) کی سوسائٹی کے قیام کی اجازت دی۔ پوپ پال چہارم نے اصلاح کے ایک وسیع پروگرام پر عمل آوری شروع کی، لیکن پاپائیت میں نمایاں تبدیلی اور ترقی پسندی اس وقت ظاہر ہوئی جب ۱۵۵۹ء میں پوپ پائس چہارم کا دور خلافت شروع ہوا۔ یہ ایک حقیقی درد مند پوپ تھا۔ کونسل آف ٹرنٹ کے ملتویہ اجلاس دوبارہ شروع کیے گئے۔ اس کے جانشین پوپ پائیس پنجم کی زاہدانہ زندگی اس عہد کے لوگوں کے لیے ایک عجوبہ تھی۔ اس کی ریاضت کا یہ عالم تھا کہ وہ علی الصبح اٹھتا، برہنہ پا روم کی گلیاں پھرتا اور اپنی ذات پر اپنی آسائش کے لیے کم سے کم روپیہ صرف کرتا تھا۔ غرض سولھویں صدی کے نصف آخر سے ایسے پاپا یکے بعد دیگرے گدی نشین ہونے لگے جنھوں نے اپنے ذاتی اخلاق اور کردار کے ذریعہ سے بھی اپنے پیروؤں اور متبعین میں اور کلیسائی عہدہ داروں میں یہ اسپرٹ پیدا کی کہ ان کا مرنا جینا کلیسا کے لیے ہونا چاہیے۔ کلیسائے روما کو پروٹسٹنٹ اصلاح کے تابڑ توڑ حملوں کے بعد جو حیات ثانی نصیب ہوئی اس میں اس عہد کے پاپاؤں کے کردار کو بھی بڑا دخل ہے۔ اگرچہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ سب کے سب فرشتے ہی تھے۔ ان میں بھی برائیاں اور کمزوریاں تھیں، مگر پہلے کی بہ نسبت بہت کم۔ کلیسائے روما کی اندرونی اصلاح میں سے مؤثر عنصر جیسوئٹس کی تحریک کا ہے۔ اس کے علاوہ کونسل آف ٹرنٹ کے اصلاحی اقدامات اور انکویزیشن کی بے رحم سختیاں اس مذہب کے جسد مردہ میں ایک نئی روح پھونکنے کا باعث ہوئیں۔ ان سب تحریکات اور اقدامات کو مجموعی طور پر "جوابی اصلاح" کا نام دیا جاتا ہے۔ اس "جوابی اصلاح" نے نہ صرف رومن کیتھولک مذہب کی بنیادوں کو از سرِ نو استوار کیا، بلکہ پروٹسٹنٹ تحریک سے جو علاقے متاثر ہو گئے تھے، ان میں سے بعض کو دوبارہ اس قدیم مذہب کے لیے مسخر کر لیا۔ "جوابی اصلاح" کا یہ ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔

جیسوئٹس

کلیسائے روما کے لیے اس کی آزمائش وابتلاء کے زمانے میں کسی شخص نے اگر مسیحائی کی تو وہ ڈان انگو لوپزڈی ریکالڈے (Doninigo Lopes de Recalde) ہے۔ اس کا خمیر ہسپانیہ کا تھا۔ یہ اس زمین سے اٹھا تھا جہاں مسیحی مذہب کے لیے ایک شدید جوش و خروش پایا جاتا تھا۔ جہاں کے مسیحیوں نے اپنے وطن اسپین کو اپنی دانست میں عربوں کے "ناپاک" تسلط سے نجات دلائی تھی۔ یہ سب صلیب کے مجاہد تھے۔ ان کا آخری اور کامیاب جہاد غرناطہ کے خلاف تھا، جو اسپین میں عربوں کی عظمت کی آخری نشانی تھی۔ اس کامیابی نے اہل اسپین میں ایک مذہبی ولولہ پیدا کر دیا تھا۔ ایسا پُرجوش ولولہ جو شاید ہی کسی دوسرے یورپی ملک میں پایا جاتا ہو۔ یہ رومن کلیسا کے فدائیوں میں سے تھے اور اس کلیسا کو سارے عالم پر چھایا ہوا دیکھنا چاہتے تھے۔ حالیہ کامیابیوں کا نشہ بھی تھا اور اپنے مذہب کی کامرانیوں کا یقین غیر متزلزل بھی۔ اسی آب و گِل سے ڈان انگو لوپز کا وجود ترکیب پایا تھا۔ اسی لیے جب وہ میدان عمل میں آیا تو باوجود معذور اور اپاہج ہونے کے ایک فتنۂ شور قیامت بن کر آیا۔ لوپز ایک سپاہی تھا۔ ۱۵۲۱ء میں نوار (Navarre) میں لڑتا ہوا زخمی ہو گیا اور ایسا زخمی ہوا کہ عمر بھر کے لیے لنگڑا ہو گیا۔ ایک کمزور، نحیف و نزار جسم میں وہ ایک آہن آسا قوتِ ارادی کا مالک تھا۔ اس علالت اور صحت یابی کے طویل وقفہ میں اس کے خیالات میں ایک انقلاب پیدا ہوا۔ وہ معذور ہونے کے باوجود نچلا بیٹھنا نہیں چاہتا تھا۔ اب تک وہ میدانِ جنگ میں سپہ گری کرتا آیا تھا۔ اب وہ مسیح کا سپاہی بننا چاہتا تھا۔ اس نے مذہب کی تبلیغ کا بیڑہ اٹھایا۔ اب اس کی ساری صلاحیتیں مذہب کے لیے وقف ہو گئیں۔ گھر بار چھوڑا، ترکِ علائق کیا، عبادات، اوراد و وظائف میں گم ہو گیا۔ نفس کشی کی اور جسمانی ریاضت کی سختیاں جھیلیں، بیت المقدس میں حاضری دی۔ اسی زمانے میں اس کو یہ احساس پیدا ہوا کہ علم کے بغیر مذہب کے لیے اس کی ساری کوششیں رائیگاں جائیں گی۔ چنانچہ پیرس آیا، سات سال تک تحصیل علم کرتا رہا۔ اپنی پُراثر شخصیت اور مذہب کے لیے والہانہ خود سپردگی، ایثار و خلوص کی بناء پر وہ اپنے ساتھیوں میں مرکز توجہ بننے لگا۔ اس کی قیادت میں ایک چھوٹی سی جماعت تشکیل پائی۔ یہ جماعت ایسے لوگوں پر مشتمل تھی جو مذہب کے فدائی تھے اور رومن کیتھولک کلیسا کے لیے اپنا سب کچھ لٹانے کے لیے تیار تھے۔ ڈان انگو نے اس کے بعد اگینشز لائلا (Ignatius Loyala) کا نام اختیار کیا، اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک ایسی تنظیم کی بنیاد رکھی جو بہت جلد یورپ میں ایک عظیم الشان سماجی اور مذہبی طاقت کا روپ دھارنے والی تھی۔ اُنھوں نے اپنی تنظیم کا نام "رفقائے مسیح" رکھا، درویشی کا جامہ زیب تن کیا، فقر و تجرّد کی سوگندیں لیں، لذات دنیوی ترک کیں، دین مسیح کی خدمت کو اپنا وظیفہ حیات بنایا۔ لائلا اور اس کے ساتھی ابتداءً یہ چاہتے تھے کہ بیت المقدس جا کر وہیں

کلیسا کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیں، مگر اس زمانے میں ترکی اور وینس کے درمیان جنگ چھڑی ہوئی تھی، لہذا وہ وینس سے آگے بڑھ نہ سکے۔ کلیسائے روما کی بڑی خوش نصیبی تھی کہ لائلا اپنے اس ارادے کو عملی جامہ نہ پہنا سکا۔ اس کے بعد اس نے اپنی اس سوسائٹی کو یورپ میں سرگرم عمل کر دیا۔ یہ لوگ جیسوئٹس کہلانے لگے۔ یہ چھوٹی سی تنظیم رفتہ رفتہ ایک عظیم الشان ادارہ بن گئی، لیکن ۱۵۴۰ء تک پوپ نے اس کے باضابطہ قیام کی اجازت نہیں دی۔ ابتداءً یہ سوسائٹی روم میں مشتبہ نگاہوں سے دیکھی جانے لگی تھی۔ لائلا پر ارتداد اور انحراف کا شبہ تھا، مگر جب بدگمانی دور ہوئی تو پوپ نے اس کی سرپرستی اختیار کی۔ جیسوئٹس نے اپنے حلف میں فقر و تجرّد کے ساتھ "اطاعت" کا بھی اضافہ کیا۔ یہ اطاعت پوپ کی ذات سے وابستہ تھی۔ وہ حسن بن صباح کے فدائیوں کی طرح پوپ کے ہاتھ میں ایک زبردست ہتھیار بن گئے۔ ازمنہ وسطی میں ڈامینک (Dominic)، سٹرسین (Cistercian)، فرانسکن (Franciscan)، بینی ڈکٹائن (Benedictine)، اور کلونین (Clunian) [سلسلوں] کے راہبوں نے کلیسائے روما کی جو عظیم الشان خدمات انجام دی تھی اور رومن کیتھولک مذہب کو ان کی وجہ سے جو فروغ حاصل ہوا تھا، کم و بیش اسی قسم کی خدمت یا بعض اعتبارات سے اس سے فزوں تر اور بہتر خدمت سولہویں صدی میں جیسوئٹس نے انجام دی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں ان کی تنظیم پورے یورپ میں ایک جال کی طرح پھیل گئی۔ لائلا نے سب سے پہلے اپنے مبلغین کو تیار کرنے کے لیے مکاتب، اسکول اور مدرسے قائم کیے۔ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان میں سخت ترین ڈسپلن اور فرمانبرداری کی اسپرٹ پیدا کی۔ جیسوئٹس اپنے علم و فضل کی وجہ سے مناظرہ میں یکتا ہوتے تھے۔ جہاں بحث و تمحیص سے کام نہیں چلتا، وہاں "دشنۂ آستیں" سے کام لیتے تھے۔ جیسوئٹس اپنے مقصد کے لیے مرنے مارنے کو تیار رہتے تھے۔ جہاں ضرورت ہوتی وہ چھپ کر کام کرتے تھے اور ہر وقت اپنے سر کی بازی لگائے ہوئے رہتے۔ جہاں کھلے بندوں کام نہ چلتا وہاں سازشوں کے جال بچھائے جاتے۔ عوام کو وہ بہت جلد گرویدہ کر لیتے تھے، کیونکہ ان کی زندگی بہ ظاہر ہر عیب سے پاک نظر آتی اور وہ بے لوثی اور پاک دامنی کا مرقع ہوتے تھے۔ لائلا نے اپنی اس تحریک کو ایک فوجی ڈسپلن عطا کیا۔ تنظیم کا حاکم اعلیٰ "جنرل" ہوتا تھا۔ اس کے حکم کے آگے سب کی گردنیں جھک جاتیں۔ اس میں سرمو اختلاف کی گنجائش نہیں تھی۔ لائلا نے اپنی تنظیم کو قومی اور جغرافی حدود سے بالاتر رکھا۔ یہاں انگریز، جرمن، فرانسیسی یا اطالوی کی کوئی قید نہیں تھی۔ یہ ایک یورپی اور ہمہ قومی ادارہ تھا، اس کی وفاداریاں صرف یورپ اور رومن کلیسا سے وابستہ تھیں۔ پاپائیت اور کیتھولک مذہب سے پرے وہ کسی کے حلقہ بگوش نہ تھے، ان کا جینا مرنا صرف رومن کلیسا کے لیے تھا۔

جیسوئٹس کی درسگاہیں

اس تنظیم نے یورپ بھر میں اپنے مدرسے قائم کیے۔ سولھویں صدی میں اس کا یہ ایک عظیم کارنامہ ہے۔ اس صدی کی بہترین درسگاہیں جیسوئٹس کی درسگاہیں تھیں، جہاں علوم وفنون کی تحصیل کے نہایت ترقی پسندانہ طریقے اختیار کیے جاتے۔ ان درسگاہوں کی وجہ سے جیسوئٹس نے جہاں جہاں ان کو موقعہ ملا، یورپ کی نئی اور ابھرتی ہوئی نسلوں کو اپنے قابو میں کرلیا۔ یورپ کے تعلیمی نظام کی ترقی میں ان کا بڑا ہاتھ تھا۔ اگلی صدی تک کیتھولک یورپ کی مشہور یونیورسٹیاں اور درسگاہیں ان کے قبضہ میں آچکی تھیں، یعنی تعلیمی مراکز سے کیتھولک مسیحیت کا ایسا پرچار کیا گیا اور یہاں کے فارغ التحصیل یورپ کے گوشہ گوشہ میں پھر کر اپنے دین کو اس خوبی سے پیش کرتے رہے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں رومی کلیسا میں نئی جان آگئی۔ لائلا کے مبلغوں نے یہ کمال کر دکھایا کہ غنیم کے کیمپ میں گھس کر وہاں اپنی فتح مندی کے پرچم گاڑ دیے۔ فرانس کو رومن کیتھولک مذہب کے لیے بچالیا۔ جرمنی میں بڑی شاندار کامیابیاں حاصل کیں۔ یہاں پروٹسٹنٹ تحریک کا زور توڑا گیا۔ متعدد کھوئی ہوئی اقالیم میں دوبارہ کیتھولک مذہب کا احیاء ہوا۔ سب سے حیرت ناک کامیابی پولینڈ میں ہوئی۔ پولینڈ عملاً ہاتھ سے جاچکا تھا، مگر جیسوئٹس نے اسے پھر سے کلیسائے روما کا حلقہ بگوش بنالیا۔ یہ جیسوئٹس کا ہی طفیل ہے کہ آج تک پولینڈ رومن کیتھولک ہے۔ رومن کلیسا کی یہ کامیابیاں تمام تر جیسوئٹس اور ان کے لیڈر اگنیشیز لائلا کی کوششوں کی مرہون منت ہیں۔

کلیسائی مجلس ٹرنٹ

"جوابی اصلاح" کی تحریک میں مجلس ٹرنٹ کی کارروائیوں اور اس کے فیصلوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس مجلس کا انعقاد ۱۵۴۵ء میں ہوا۔ اس کے اقدامات سے کلیسائے روما کو بہت فائدہ پہنچا۔ اس کا انعقاد ٹرنٹ کے مقام پر ہوا۔ اگرچہ ٹرنٹ شہنشاہیت روما کا ایک شہر تھا، مگر محل وقوع کے اعتبار سے وہ پاپائیت کے مستقر، روم سے زیادہ دور نہیں تھا۔ اس طرح یہ مجلس پاپاؤں کے زیر اثر رہ سکتی تھی۔ یوں تو پاپاؤں کو یہ بات ناگوار تھی کہ کلیسائی مسائل کی جانچ پڑتال کے لیے کوئی مجلس بلائی جائے، اس چیز کو وہ اپنے اختیارات پر ایک حملہ سمجھتے تھے، نیز یہ بھی خوف تھا کہ ایک مرتبہ جب مجلس طلب کرلی جائے گی تو کہیں وہی پاپائیت کے ادارے کو کوئی نقصان نہ پہنچا بیٹھے۔ اس لیے ایک عرصہ تک ایسی کسی مجلس کی طلبی کو پاپا ٹالتے رہے، مگر خود رومی کلیسا کے اندر اس کا مطالبہ زور پکڑتا جارہا تھا۔ اس سے بڑھ کر شہنشاہ چارلس پنجم اس کے لیے بہت زور دے رہا تھا۔ پاپا اس کے دباؤ کو زیادہ عرصہ تک نظر انداز نہیں کرسکتے تھے۔ چارلس یہ چاہتا تھا کہ اصلاح کلیسا کے نام سے لوتھر نے جرمنی

میں جو دھوم مچا رکھی ہے، اس کے سدّباب کی کوئی صورت نکل آئے۔ وہ سمجھتا تھا کہ ایک عظیم کونسل جس میں موافقین اور منحرفین دونوں کو جمع کیا گیا ہو، شاید کلیسا کی اس پھوٹ کو دور کر سکے، اور مفاہمت کے ذریعہ سے اس کے سابقہ اتحاد کو دوبارہ بحال کیا جاسکے۔ اس کونسل کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ کلیسائے روما میں کسی اصلاح کو روبہ عمل لانا کتنا دشوار تھا۔ قدم پر قدم پر رکاوٹیں تھیں۔ مختلف النوع مفادات تھے جو ایک دوسرے سے متصادم تھے۔ ان سب کی یکسوئی آسان نہیں تھی۔ خلوص دل سے سچائی کا متلاشی کوئی نہیں تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ کونسل اٹھارہ سال تک اپنا کام ختم نہ کر سکی۔ اولاً ۱۵۴۵ء میں منعقد ہوئی، دو سال بعد اس کے اجلاس بلونا (Bologna) کو منتقل ہو گئے۔ دو مرتبہ اس کام میں تعطل پیدا ہو گیا اور وہ ملتوی کر دی گئی۔ ۱۵۵۲ء میں دوبارہ اجلاس شروع ہوئے اور ۱۵۶۳ء میں اس نے اپنا کام ختم کیا۔

روز اوّل سے ہی پاپائیت کا اثر اس پر چھایا ہوا رہا۔ پاپا کے نمائندے (Legates) اس مجلس کی صدارت کرتے رہے۔ ان کی اجازت کے بغیر کوئی تحریک کونسل میں پیش نہیں ہو سکتی تھی۔ ابتدائی اجلاسوں میں پروٹسٹنٹ علماء نے بھی اس میں شرکت کی، مگر بہت جلد انہوں نے اس سے قطع تعلق کر لیا۔ اس طرح یہ کونسل شروع سے ہی رومن کلیسا کے اساقفہ پر مشتمل رہی۔ منحرفین اور مخالفین کی اس میں کوئی نمائندگی نہیں رہی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پروٹسٹنٹ اور کیتھولک مذاہب کے درمیان کسی اتحاد اور یکسوئی کی امید ختم ہو گئی۔ جو تفریق پیدا ہو گئی تھی وہ علیٰ حالہ قائم رہی۔ اس کونسل نے جو فیصلے کیے، ان سے اتحاد اور یک جہتی کے بیدار کرنے میں کوئی مدد نہیں مل سکی۔ اس نے کلیسا کے وہ سارے عقائد بحال رکھے جن پر پروٹسٹنٹوں کو سخت اعتراض تھا۔ لوتھر کے اس عقیدے کو کہ "ایمان غیر متزلزل" ہی نجات کا واحد راستہ ہے، کونسل نے مسترد کر دیا۔ اس بات کا اعادہ کیا گیا کہ دین کی بنیاد صرف کتاب مقدس (Scripture) پر ہی نہیں، بلکہ کلیسا کی روایت (tradition) پر بھی ہے۔ پروٹسٹنٹ اس عقیدے کو نہیں مانتے تھے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ کونسل نے دانستہ ان تمام عقائد پر اصرار کیا جن کو پروٹسٹنٹوں نے مسترد کر دیا تھا۔ اس طرح پروٹسٹنٹوں پر کلیسا کے دروازے بند کر دیے گئے۔ اس بات کی مطلق کوئی کوشش نہیں کی گئی کہ مفاہمت کے ذریعہ دوبارہ ان کو کلیسائے روما سے وابستہ ہونے کا موقع فراہم کیا جائے۔ انجیل کے لاطینی ترجمے ولگیٹ (Vulgate) کو واحد مستند ترجمہ قرار دیا گیا۔ عقائد کو شرح وبسط سے بیان کیا گیا تاکہ ان میں کوئی شبہ اور ابہام باقی نہ رہے۔ کلیسائی نظم ونسق میں سخت ڈسپلن پیدا کیا گیا اور جو خرابیاں فحش کاریوں، اقرباء نوازیوں اور اسی نوع کی دیگر بدعنوانیوں سے پیدا ہو گئی تھیں انہیں دور کیا گیا۔ پاپا کے اقتدار کو پہلے سے زیادہ مستحکم کیا گیا۔ کونسل کی تمام کارروائیوں اور اس کے فیصلوں میں تنگ نظری اور قدامت پسندی چھائی ہوئی رہی۔ پاپائیت کے ادارے کو جو نقصان پہنچنے کا احتمال پیدا ہو گیا تھا وہ بے بنیاد ثابت ہوا۔ حقیقت یہ ہے

کہ اس کونسل نے نہ صرف رومن کیتھولک مذہب کو زیادہ استوار بنیادوں پر قائم کر دیا، بلکہ بعض اندرونی اصلاحات کے ذریعہ سے اس کے جسد کی کثافتوں کو دور کر دیا۔ گو اس کے ذریعہ سے سولھویں صدی کی مذہبی تفریق نہیں مٹ سکی، مگر یہ خوف ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا کہ اصلاح پسندوں کے پیہم حملوں سے کلیسائے روما اور پاپائیت کا قلع قمع ہو جائے گا۔ واقعہ یہ ہے کہ آج بھی پوری عیسائی دنیا میں نصف سے زیادہ تعداد رومن کیتھولک مذہب کے پیروؤں کی ہے۔ اس تمام کامیابی کا سہرا مجموعی طور پر "جوابی اصلاح" کی تحریک کے سر ہے۔ اگنیشیز لائلا اور مجلس ٹرنٹ نے بلاشبہ پاپائیت اور کلیسائے روما کو ایک نئی زندگی بخشی، اور پروٹسٹنٹ تحریکوں کو جگہ جگہ سپر ڈالنے پر مجبور کیا۔

تفتیش عقائد (Inquisition)

"جوابی اصلاح" کی تحریک میں "تفتیش عقائد" کو بھی ایک خاص مقام حاصل ہے۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ "انکوئزیشن" سے کلیسائے روما کو کوئی طویل المدتی فائدہ پہنچا یا اس سے اس کو کوئی دیرپا استواری حاصل ہوئی، مگر سولھویں صدی کی تنگ نظری اور عدم رواداری کی فضا میں مذہب سے برگشتہ ہونے والوں کو سخت سے سخت سزائیں دے کر الحاد اور ارتداد کو روکنے کی کامیاب کوشش کی جاتی رہی۔ کلیسائے روما پروٹسٹنٹ تحریک کو دبانے کے لیے اس ہتھیار کو برابر استعمال کرتا رہا۔ جہاں جہاں پاپائیت کا زور چلتا تھا اس سے خوب کام لیا گیا۔ انکوئزیشن کوئی نئی چیز نہیں تھی۔ ہمیشہ الحاد کو روکنے کے لیے اس سے کسی نہ کسی شکل میں کام لیا جاتا رہا تھا۔ اسپین میں ۱۴۸۳ء میں مسلمانوں اور یہودیوں کو سزا دینے کے لیے انکوئزیشن کی ایک مشنری قائم کی گئی تھی تاکہ یہ لوگ اپنے مذہب سے دست بردار ہو کر عیسائیت میں جذب ہو جائیں۔ ۱۵۴۲ء میں پوپ پال چہارم کے حکم سے انکوئزیشن کی عدالتیں ہر ایسے ملک میں قائم کی گئیں جو ان کے قائم کرنے کے لیے آمادہ تھا۔ یہ عدالتیں اپنے ظالمانہ طریقۂ عمل کی وجہ سے ہمیشہ بدنام رہیں۔ الحاد کے شبہ پر لوگ پکڑے جاتے اور ان کے عقائد کی تفتیش کی جاتی، تفتیش میں نت نئی اذیتیں اور جسمانی آزار دیے جاتے تھے۔ انسانی ذہن اذیت رسانی اور عقوبت کے جو بھی ممکنہ طریقے سوچ سکتا ہے ان سب سے کام لیا جاتا تھا۔ خیال کیا جاتا تھا کہ اس ظالمانہ بربریت سے لوگ خائف ہو کر الحاد اور ارتداد کو ترک کر دیں گے۔ انکوئزیشن کے ذریعہ سے مذہب کے نام پر انسان پر جو ظلم کیا گیا، اس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس جنون کے زیر اثر انسان انسانیت ہی کو خیر باد کہہ دیتا ہے اور اس پر درندگی اور بہیمیت سوار ہو جاتی ہے۔ کلیسائے روما کے حامی اس کو ثواب دارین کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ وقتی طور پر اس سے خوف و ہراس ضرور پیدا ہوا، مگر جہاں بھی اس ہتھیار کو زیادہ وسیع پیمانہ پر استعمال کیا گیا، وہاں منفی نتائج برآمد ہوئے۔